آزاد کشمیر اسمبلی میں ''ختم نبوت بل'' کی منظوری
اور تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کا کردار

محرک قرارداد ختم نبوت میجر (ر) محمد ایوب خان شہیدؒ سے وزیر اعظم راجہ محمد فاروق حیدر خان تک کا پس منظر

محمد مقصود کشمیری

ریاست کی مقامی جماعت تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کی جانب سے پوری امت مسلمہ کے لیے باعث خوشی ہے کہ تحریک آزادی کے بیس کیمپ کی قانون ساز اسمبلی کے مشترکہ اجلاس میں ۶ فروری ۲۰۱۸ کو ۳ بجکر ۵۲ منٹ ۵۷ سیکنڈ پر ایک بل متفقہ طور پر اراکین کی جانب سے منظور کیا گیا، جسے ختم نبوت بل کہا جاتا ہے، ۶ فروری کا دن آزاد کشمیر کی تاریخ میں پوری امت مسلمہ کے لیے ایک اعزاز اور یادگار کے طور پر محفوظ ہو گیا کہ اس دن آزاد کشمیر کی اسمبلی سے منکرین ختم نبوت قادیانیوں (احمدی، لاہوری) کے تمام گروپوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور اس ضمن میں قانون سازی بھی کی جائے گی، (ان شاء اللہ) اس سارے عمل کے پیچھے ایک طویل داستان اور ایک ایسی ریاستی جماعت کی محنت اور کردار شامل ہے جسے تاریخ میں تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے نام سے لکھا جائے گا۔ ۲۰۰۳ء سے تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر نے بیس کیمپ کے اندر قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے قادیانیوں کی کفریہ سرگرمیوں کی روک تھام کی کوشش جاری رکھی ہوئی ہے، یقینی طور پر یہ ایک تاریخی جدوجہد تھی جسے اللہ پاک نے کامیابی سے ہمکنار فرمایا اور موجودہ حکومت کے وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آزاد کشمیر میں میجر (ر) محمد ایوب مرحوم کی ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ کو پیش کردہ قرارداد ختم نبوت جس پر راجہ فاروق حیدر خان کی والدہ محترمہ اور چچا لطیف خان کے بھی دستخط شامل تھے، آج ۴۵ سال بعد منگل کے روز آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی میں قانون سازی کے لیے بل کی صورت میں متفقہ طور پر پاس ہونے والی بارہویں ترمیم سے آزاد کشمیر کی تاریخ میں پہلی بار مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کر دی گئی جسے آئینی حیثیت بھی حاصل ہوگئی۔ دی آزاد جموں وکشمیر انٹرکانسٹیٹیوشن ایکٹ ۲۰۱۸ء کے نام سے موسوم اس بل میں قادیانیوں سمیت تمام غیر مسلم ادیان اور مذاہب کی تعریف کے ساتھ مسلمان کی بھی تعریف کر دی گئی ہے، اس بل کی منظوری کے بعد قادیانی خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے۔ مسجد طرز پر اپنا گرجہ تعمیر کرنے، اذان دینے اور تبلیغ کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی جبکہ جملہ شعائر اسلام جن میں مسجد کے مینار، اپنی عبادت گاہ پر کلمہ اسلام لکھنے سمیت تمام اسلامی رسومات اور عبادات سرعام کرنے پر پابندی عائد ہوگی، ضلعی سطح پر انتظامیہ اور پولیس کو پابند بھی کیا جائے گا۔ جبکہ اس بل کے ذریعے آزاد کشمیر کی ۷۰ سالہ تاریخ

میں پہلی بار عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ مت، پارسی، احمدی، لاہوری، مرزائی اور بہائی بھی قانون سازی میں غیر مسلم کی تعریف میں شامل کر دیئے گئے۔ وفاقی قانون کے تحت مندرجہ بالا تمام مذاہب اور فرقے غیر مسلم قرار دیئے گئے ہیں جسے آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی نے من وعن ریاست کے لیے منظور کر لیا ہے۔

اس خبر سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں ایک طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی ہر طرف سے مبارکباد کے پیغامات موصول ہونا شروع ہوئے بالخصوص حرمین شریفین میں مقیم احباب نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ سلام پیش کیا اور اراکین اسمبلی کے لیے دعائیں کی گئیں، دوسری طرف کچھ احباب کو یہ تشویش لاحق تھی کہ آزاد کشمیر میں قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے پہلے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا تو اب 6 فروری 2018 کو ختم نبوت بل کی منظوری کا کیا مطلب؟

ایسے تمام دوست واحباب کی معلومات میں اضافے اور ریکارڈ کی درستگی کے لیے ''ختم نبوت بل'' کا پس منظر اور اس صورت حال سے قارئین کے لیے چند سطور ضبط تحریر لانے کی کوشش کروں گا کہ تاکہ حقائق سب کے سامنے رہیں، پاکستان میں 1953 اور پھر 1973 میں منکرین ختم نبوت اور فتنہ مرزائیت کے خلاف بھرپور تحریکیں چل رہی تھیں ہزاروں جانثاران آقا علیہ السلام کی عزت وحرمت اور ختم نبوت کی حفاظت کے لیے جان نچھاور کر چکے تھے، قادیانیت اس قدر ملک میں مضبوط تھی کہ ہر طرف ملک بھر میں ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگ رہے تھے اور ہزاروں شہداء کی قربانیوں کے باوجود اس کے نتائج سامنے نہیں آرہے تھے، ان حالات میں آزاد کشمیر کے ضلع باغ سے تعلق رکھنے والے عظیم انسان میجر (ر) محمد ایوب خان مرحوم نے سفر حرمین شریفین کے دوران ہی ان منکرین ختم نبوت کے خلاف آئینی راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا، اپریل 1973 کو مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس میرپور میں منعقد ہوا جس کی صدارت غازی ملت سردار محمد ابراہیم خان کی اور اس وقت کے صدر مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان نے بھی اجلاس میں خصوصی طور پر شرکت کی، قرارداد ختم نبوت کے محرک میجر (ر) محمد ایوب خان مرحوم نے سفر حرمین سے وطن واپسی پر 22 مارچ 1973ء کو آزاد جموں وکشمیر اسمبلی میں مندرجہ ذیل قرارداد جمع کرائی تھی:

(ا) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(ب) آزاد کشمیر میں مقیم مرزائیوں کو رجسٹرڈ کیا جائے اور اقلیت کی بنیاد پر ہر سطح پر نمائندگی دی جائے۔

(ج) ریاست جموں وکشمیر کے مستقبل کے فیصلے تک ریاست میں مرزائیوں کا داخلہ بند کیا جائے۔

(د) آزاد کشمیر میں مرزائیت کی تبلیغ کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔

آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی نے قانون سازی کا مندرجہ ذیل طریقہ اپنایا۔ 29 اپریل 1973ء کو قرارداد پر بحث ہوئی۔

ممبران کی اکثریت نے اس پر اتفاق رائے دیا، اس قرارداد پر جن ممبران نے دستخط کیے تھے ان میں موجودہ وزیراعظم راجہ فاروق حیدر خان کی والدہ محترمہ سعیدہ خانم، اور چچا لطیف خان کے دستخط بھی شامل تھے، اس وقت کے ممبران کی اکثریت آج اس دنیا میں نہیں تاہم ان میں سے دو ممبران سردار سکندر حیات اور خان بہادر خان ابھی تک زندہ ہیں، 1973 کی اسمبلی نے میجر (ر) محمد ایوب کی پیش کردہ قرارداد سے جو شقیں پاس کی اُس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

(ا) مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

(ب) آزاد کشمیر میں مقیم مرزائیوں کو رجسٹرڈ کیا جائے۔

(ج) آزاد کشمیر میں مرزائیت کی تبلیغ کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔

انتہائی مخدوش حالات میں میجر (ر) محمد ایوبؒ کی جانب سے اس قرارداد کا پیش کیا جانا یقیناً بڑا کارنامہ تھا، جس کے بعد پوری دنیا کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور پاکستان کی مذہبی جماعتوں نے بھی اس مسئلے کو اسمبلی کے فورم پر لے جانے کی تیاری کی، آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کی قومی اسمبلی سے 7 ستمبر 1974ء کو طویل بحث کے بعد متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد قانون سازی کر کے قادیانیوں کے لیے حدود وقیود کا تعین کیا گیا، پاکستان میں عقیدہ ختم نبوت کو تحفظ دیتے ہوئے صدر اور وزیراعظم کے حلف ناموں اور شناختی کارڈ کے فارموں میں ختم نبوت پر حلف کا کالم شامل کیا گیا، مگر اِس کے باوجود قادیانی اِسلامی شعائر کا بے دھڑک استعمال کرتے رہے، یہاں تک کہ 26 اپریل 1984 کو صدر محمد ضیا الحق نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کر کے قادیانیوں کی طرف سے اِسلامی شناخت کے استعمال کا راستہ روک دیا۔

آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی نے اگرچہ 1973 میں ایک قرارداد کے ذریعے قادیانیوں کی غیر مسلم حیثیت کا تعین کر دیا تھا، مگر بعض خفیہ عناصر اور قادیانی نوازوں کے مفاداتی ہتھکنڈوں کی بدولت اسمبلی کی یہ قرارداد ختم نبوت آزاد کشمیر کے آئین کا حصہ نہ بن سکی، قادیانی اِس دستوری سقم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آزاد کشمیر میں اسلامی شعائر کے استعمال اور اپنی اِرتدادی سرگرمیوں میں آزادی سے مصروف رہے۔

آزاد کشمیر کے ضلع کوٹلی میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور ضلع میں 18 کفریہ مراکز کی تعمیر کے بعد بڑالی کے مقام پر جنگلات کی 8 کنال اراضی پر قبضہ اور مرکزی ہیڈ کواٹر کی تعمیر کی کوشش کو الحمدللہ ناکام بنانے کے بعد کوٹلی میں مقامی ساتھیوں نے اس کفر کا راستہ روکنے کا فیصلہ کرتے ہوئے 2003 میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی اس وقت تحریک کا دائرہ کار صرف ضلع کوٹلی تک ہی تھا جسے کے بانیوں میں حاجی محمد عارف مغل مرحوم اور معروف سماجی کارکن جمیل

احمد مغل کا نام سرفہرست رہا، تاہم تحریک کے موجودہ صدر قاری عبدالوحید قاسمی مدظلہ کی معاونت اس وقت بھی شامل حال تھی، اس وقت انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے صدر مولانا محمد الیاس چینوٹی تحریک کی دعوت پر تین دن کے لیے کوٹلی تشریف لائے اور پہلی مرتبہ کوٹلی میں ردقادیانیت کورس پڑھایا، گاہے بگاہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرات آزادکشمیر میں تشریف لاتے رہے تاہم مستقل بنیادوں پر پاکستان کی جماعتوں کی جانب سے آزادکشمیر میں ختم نبوت کا نہ تو دفتر قائم تھا اور نہ ہی فتنہ قادیانیت سے بچانے کے لیے کوئی لائحہ عمل......

2007ء میں معروف بزرگ ولی کامل پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی زیرسرپرستی اور قاری عبدالوحید قاسمی کی زیرصدارت تحریک کا دائرہ پورے آزادکشمیر میں پھیلا دیا گیا اور محرک قرارداد ختم نبوت میجر (ر) محمد ایوبؒ کے داماد کرنل (ر) عبدالقیوم خان کی زیرسرپرستی نوجوان علمائے کرام پر ایک مجلس شوریٰ تشکیل دی گی جس میں مولانا عبداللہ شاہ مظہر، مولانا عتیق الرحمٰن دانش، مولانا رضوان حیدر، ڈاکٹر ابرار احمد مغل، قاری عبدالقیوم فاروقی، عبدالخالق نقشبندی، کے نام شامل تھے۔

2008ء میں، تحریک تحفظ ختم نبوت آزادکشمیر کے میڈیا سیل نے قادیانیوں کی آزادکشمیر میں سرگرمیوں پر تفصیلی رپورٹ شائع کی جس میں قادیانیوں کے ارتدادی مراکز، سرکاری ملازمت بالخصوص شعبہ تعلیم میں ان کی سرگرمیاں منظر عام پر آئیں تو تحریک کے راہنماؤں نے باہمی مشاورت سے دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو قانونی طور پر بھی نکیل ڈالنے کا فیصلہ کیا، جب آزادکشمیر کے آئین اور قانون کی طرف غور کیا گیا تو یہ حیرانگی کے طور پر یہ بات سامنے آئی کہ آزادکشمیر کے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے سُقم ہے، اور 29 اپریل 1973ء کو میجر (ر) محمد ایوب مرحوم کی قرارداد پر بھی کوئی قانون سازی نہیں ہوسکی، جس پر تحریک کے راہنماؤں نے اس قرارداد کو آئین کا حصہ بنوانے کے لیے جدوجہد شروع کرتے ہوئے ایک طرف ریاست بھر میں تبلیغی اور دعوتی میدان میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کے کفریہ عقائد ونظریات سے عوام الناس میں بیداری مہم شروع کی گئی، مختلف علاقوں میں کانفرنسیں شروع کیں، قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزامسرور کے رضاعی بھتیجے نومسلم بھائی حاجی شمس الدین کو خصوصی طور پر قادیانیت سے متاثرہ علاقہ کوٹلی اور گوئی میں ان کے بیانات کرائے گئے، جب کہ 2009ء سے شبان ختم نبوت پاکستان کے نوجوان علمائے کرام مولانا سید انیس شاہ، مولانا منیر احمد علوی، مولانا شفیع الرحمٰن، مولانا مبشر تنویر اور ان کی ٹیم نے تحریک تحفظ ختم نبوت آزادکشمیر کے دوستوں کے ساتھ مل کر دور حاضر کے جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ملٹی میڈیا پروجیکٹر کے زریعے مختلف موضوعات پر درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، ان کورسز کی وجہ سے لٹریچر، دعوتی اور تبلیغی میدان میں الحمدللہ

ہزاروں افراد کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا اور صرف ضلع کوٹلی میں سینکڑوں قادیانیوں کو قادیانیت کے کفر سے تائب ہو کر قبول اسلام کی توفیق نصیب ہوئی، اس وقت تحریک کے ناظم شعبہ تبلیغ مولانا جمیل احمد شب و روز آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں میں ''ختم نبوت کورس'' پڑھاتے ہیں جب کہ مظفر آباد اور کوٹلی میں ہر ماہ کو یہ کورس مستقل بنیادوں پر شروع کیا جا چکا ہے۔ (الحمد للہ)

اس طرح 29 اپریل 1973 کی قرارداد ختم نبوت کی تاریخی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ہر سال 29 اپریل کو تاریخی دن کے نام سے ''یوم قرارداد ختم نبوت'' کا عنوان دیا گیا اور ریاست بھر میں 2008ء سے ''یوم قرارداد ختم نبوت'' اجتماعات کا سلسلہ شروع کیا گیا، اس سلسلہ میں کشمیری اخبارات کے چیف ایڈیٹر اور ایڈیٹر صاحبان کے ساتھ ایک نشست کا اہتمام اسلام آباد میں کیا گیا اور انہیں آزاد کشمیر کے آئین میں ختم نبوت کے سقم اور قادیانیت کی سرگرمیوں کی ساری صورتحال سے آگاہ کیا گیا میڈیا سے وابستہ دوستوں بالخصوص راجہ کفیل، خواجہ متین، شاہد راٹھور، عمر فاروق، عبدالواجد خان، شہزاد راٹھور کا اس عرصہ میں تحریک کے ساتھ خصوصی تعاون شامل رہا، اور کشمیری اخبارات تحریک کے مطالبات کو موثر انداز میں حکومت تک پہنچانے میں ایک طرف مددگار ثابت ہوئے اور دوسری طرف حکومتی اور ممبران اسمبلی سے ملاقاتوں میں ان کی توجہ مبذول کراتے ہوئے آزاد کشمیر میں بڑھتی ہوئی قادیانیوں کی سرگرمیوں کو قانونی طور پر روکنے کے لیے حکومت کو تحریری طور پر ایک درخواست دی گئی کہ ختم نبوتﷺ کے متعلق قرارداد کو لاگو کیا جائے اور قادیانیوں کی سرگرمیوں وغیرہ کو روکا جائے، جس پر محکمہ قانون کی جانب سے بحوالہ لیٹر نمبر 224/2009 مورخہ 20-03-2009 کو جواب دیا گیا کہ ''آزاد کشمیر پینل کوڈ میں ایک ترمیم کے ذریعے سیکشن C-298 کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے تحت کوئی شخص جو قادیانی یا لاہوری گروہ سے (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارتے ہیں) وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتے ہیں یا اپنے عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں یا دوسروں کو اپنا عقیدہ ماننے پر اکساتے ہیں (بطور اسلام) یا الفاظی یا بول چال یا تحریری یا بصری حرکات یا کسی بھی طرز سے جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچے تو اسے تین سال تک کی قید اور جرمانہ کی سزا ہوگی۔

لیکن اس کے باوجود آزاد کشمیر میں قادیانی شعائر اسلام کا استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اعلانیہ مسلمانوں کو مرتد بنانے میں مصروف رہے صرف ضلع کوٹلی میں قادیانیوں کے 18 ارتدادی مراکز جن کی شکل و صورت مساجد کی طرح ہے وہاں پر کفریہ سرگرمیوں سے مسلمانوں کے ایمان کو لوٹا جاتا رہا، تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کی جانب سے منعقد ہونے والے اجتماعات جس میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام اور صدر ریاست، حکومت وقت کے وزیر اعظم، دیگر

ممبران اسمبلی کو مدعو کیا جاتا رہا اوران کے سامنے ساری صورتحال رکھی جاتی رہی، اور تحریک کے ذمہ داران کی جانب سے اپنی کانفرنسوں میں حکومت وقت سے درج ذیل مطالبات کیے جاتے رہے،

☆ ۲۹/اپریل کی قرارداد کو ختم نبوت پر قانون سازی کی جائے،

☆ ۱۹۸۴ء میں پاس ہونے والے امتناز ع قادیانیت آرڈیننس کو قانون کا حصہ بنا کر قادیانیوں کو اس کا پابند بنایا جائے

☆ قادیانیوں کے ارتدادی مراکز جن کی شکل وصورت مساجد کی طرح ہے انہیں تبدیل کیا جائے اور قادیانیوں کے اخبار روزنامہ الفضل MTA ٹی وی چینلز ودیگر لٹریچر پر آزاد کشمیر میں پابندی لگائی جائے۔

☆ قادیانی اور مسلمان کے نکاح کو قانوناً جرم قرار دیا جائے جہاں جہاں ایسے نکاح موجود ہیں انہیں سرکاری طور پر منسوخ کیا جائے۔

☆ آزاد کشمیر میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور ۲۹/اپریل کو سرکاری طور پر یوم ختم نبوت منایا جائے اور اسی دن عام تعطیل کا اعلان بھی کیا جائے۔

☆ آزاد کشمیر کے تمام سرکاری ونجی سکولوں کے تعلیمی نصاب میں عقیدہ ختم نبوت ﷺ کی اہمیت پر کتاب شامل کی جائے پاکستان کی قومی اسمبلی کی طرح آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد ختم نبوت کو بھی شائع کیا جائے اور آئین میں پائے جانے والے سقم کو دور کر کے آزاد کشمیر کے آئین میں ختم نبوت اور قادیانیت کے حوالے سے اسی طرح الفاظ شامل کیے جائیں جس طرح پاکستان کے آئین میں وضاحت ہے۔

۱۴/اپریل سنہ ۲۰۲۱ء کو تحریک کے صدر قاری عبدالوحید قاسمی نے محکمہ قانون کو درخواست دی کہ میجر محمد ایوب خان کی قرارداد (مؤرخہ ۲۲ مارچ سنہ ۷۳ء) بمعہ تمام متعلقہ ریکارڈ دیا جائے جس پر محکمہ قانون نے 24-04-2012 کو درخواست پر موقف لکھ کر بھجوایا کہ یہ تمام ریکارڈ آزاد جموں وکشمیر اسمبلی سیکریٹریٹ کا حصہ ہیں لیکن حکومت کی جانب سے وہ ریکارڈ نہیں دیا گیا، 25 اپریل 2012 کو یہ انکشاف ہوا کہ آزاد کشمیر اسمبلی سے مندرجہ بالا قرارداد کا اصل مسودہ غائب کردیا گیا ہے۔اس خبر کے منظرعام پرآتے ہی آزاد کشمیر اور پاکستان میں ایک بھونچال آ گیا ,جس پر مورخہ 02-05-2012 کو پھر تحریک کے صدر نے درخواست دی کہ پاس شدہ قرارداد کی مصدقہ کاپی بمعہ جملہ مواد دی جائے مگر حکومت کی طرف سے وہ نہ دی گئی۔۲۶/اپریل ۲۰۱۲ء کو مظفر آباد میں تحریک کی طرف سے مقامی ہوٹل میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے ممبران اسمبلی سردار میر اکبر اور سردار سیاب خالد نے شرکت کی اور وعدہ کیا کہ وہ یہ معاملہ اسمبلی میں اٹھائیں گے ۲۸/اپریل ۲۰۱۲ء کو ممبران اسمبلی سردار میر اکبر جو اس وقت وزیر جنگلات بھی ہیں

اور سردار سیاب خالد نے تحریک التواء جمع کروائی اور مطالبہ کیا کہ اسمبلی اجلاس کی کاروائی روک کر اس اہم معاملے پر بحث کی جائے اور حقائق ایوان میں پیش کیے جائیں اس وقت کے اپوزیشن لیڈر راجہ فاروق حیدر نے کہا کہ حکومت اسمبلی ریکارڈ کو آڈیو اور ویڈیو شکل میں محفوظ کرے۔ جس پر قائد ایوان چوہدری عبدالمجید نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو حکم دیا کہ وہ اسمبلی کا جملہ ریکارڈ محفوظ بنائے، اس حوالے سے ممبران اسمبلی اور علماء کرام حکومت کو بار بار توجہ دلاتے رہے کہ قادیانیوں کے خلاف پاس کی گئی قرارداد منظر عام پر لائی جائے مگر قرارداد نہ لائی جا سکی، اس دوران سابق وزیر اوقاف صاحبزادہ پیر عتیق الرحمٰن نے بھی اسمبلی میں ختم نبوت پر قرارداد پیش کی، لیکن بیورو کریسی اور سابقہ حکومتوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ''قرارداد ختم نبوت'' کا معاملہ سرد خانے میں ہی پڑا رہا، آزاد کشمیر کی سیاسی و مذہبی جماعتوں کی اس اہم معاملہ پر عدم دلچسپی کی صورت حال یہ ہے کہ آج تک آزاد کشمیر میں مسلم وغیر مسلم کے ووٹ کا اندراج الگ الگ نہ ہو سکا۔

۲۹ را پریل ۲۰۱۳ء میں باغ میں یوم قرارداد ختم نبوت کانفرنس میں اپوزیشن لیڈر راجہ فاروق حیدر اور ممبر اسمبلی سردار میر اکبر و دیگر نے اعلان کیا کہ وہ برسر اقتدار آ کر اس قرارداد کو نہ صرف منظر عام پر لائیں گے بلکہ اس حوالے سے قانون سازی بھی کریں گے جولائی، 2016 آزاد کشمیر میں ہونے والے جنرل الیکشن سے قبل جب ووٹر لسٹوں کی تیاری کا معاملہ سامنے آیا تو تحریک کے صدر نے مورخہ 2016-03-29 کو چیف الیکشن کمیشن کو درخواست دی کہ آزاد کشمیر میں پاکستان کی طرح قادیانیوں اور دوسری اقلیتوں کے لئے الگ ووٹر لسٹ تشکیل دیں، مگر الیکشن کمیشن نے انکار کرتے ہوئے بحوالہ لیٹر نمبر الیکشن/2016/801/s مورخہ 2016-09-29 اور ایک سادہ فارم جاری کر کے بغیر مذہب یا عقیدہ کے ووٹ درج کئے، اور مکتوب کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آزاد کشمیر کے آئین و قانون میں مذہبی بنیادوں پر ووٹرز کی علیحدگی کا کوئی پروویژن (جواز) نہیں ہے، حکومت کی جانب سے عدم دلچسپی اور کوئی شنوائی نہ ہونے پر تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے صدر قاری عبدالوحید قاسمی کی مدعیت میں 5 اکتوبر 2016 کو حکومت اور تمام محکموں کے خلاف آزاد کشمیر ہائی کورٹ میں رِٹ دائر کر دی، ہائی کورٹ نے تمام فریقین کو بذریعہ نوٹس طلب کیا اور ان سے جواب مانگا، تین تاریخوں کے باوجود حکومت کوئی جواب داخل نہ کرا سکی، تاہم صرف محکمہ امور دینیہ نے ہائی کورٹ میں جو جواب داخل کرایا وہ تحریک کے موقف کی حمایت ہے، اور آزاد کشمیر کے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت اور حلف نامے کو شامل کرنے پر محکمہ امور دینیہ نے بھی اتفاق کر لیا، دسمبر 2017 میں ہائیکورٹ نے رٹ کو سماعت کے لیے منظور کرتے ہوئے باقاعدہ اشتہار جاری کیا۔

ہائی کورٹ میں رٹ دائر ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے صدر نے وزیر اعظم آزاد کشمیر راجہ فاروق حیدر خان کو خط لکھ کر قادیانیوں کو آئین و قانون کے دائرے میں لانے کے لیے توجہ دلائی اور وزیر اعظم نے تحریک

کے خط پر محکمہ قانون اور امور دینیہ سے فوری رائے طلب کر کے معاملے کو یکسو کرنے کا حکم نامہ جاری کیا۔ جس پر محکمہ امور دینیہ نے آزاد کشمیر کے تمام ضلعی مفتیان کرام کو اس خط کی کاپی ارسال کر کے ان سے تجاویز طلب کیں، تمام مفتیان کرام نے تحریک کے موقف کی حمایت کرتے ہوئے حکومت کو رائے دی کہ اس خط کے مطابق آزاد کشمیر میں قانون سازی کی ضرورت ہے۔ راجہ فاروق حیدر خان وزیر اعظم بننے سے قبل متعدد بار تحریک کے جلسوں اور کانفرنسوں میں ہمارے موقف کو سمجھ چکے تھے اور وبرملا اس کا اظہار کرتے رہے کہ اگر اللہ نے مجھے موقع دیا تو میں یہ کام ضرور کروں گا، اور مجھے اس عظیم کام کے بدلے میں جو بھی قربانی دینی پڑی میں وہ قبول کرلوں گا لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی عزت و ناموس کا قانونی تحفظ کروں گا، چونکہ پہلی قرارداد ختم نبوت میں بھی اس خاندان کے دو افراد کا نام شامل ہے جنھیں یہ سعادت نصیب ہوئی ہے، گزشتہ سال ۹ر فروری ۲۰۱۷ء کو اِسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر کے اجلاس میں ممبر اسلامی نظریاتی کونسل مولانا عتیق الرحمٰن دانش کے توجہ دلانے پر اِس اجلاس کے مہمان خصوصی وزیر اعظم آزاد کشمیر راجہ محمد فاروق حیدر خان نے قراردادِ ختم نبوت کو آئین کا حصہ بنانے کا اعلان کیا، جس پر تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے راہنماؤں نے اپنے سالانہ اجلاس میں وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر کے اعلان پر خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں تحریری طور پر بھی خراج تحسین پیش کیا۔

اسی اثناء میں ممبر اسمبلی راجہ صدیق خان نے مہتمم جامعہ اسلامیہ چھتر مولانا قاضی محمود الحسن اشرف کی مشاورت سے قرارداد ختم نبوت کا ایک نیا ڈراف تیار کر کے اسمبلی میں جمع کرایا، وزیر اعظم کی خصوصی دلچسپی سے اس معاملہ پر پیش رفت جاری رہی ۲۲ر مارچ ۲۰۱۷ء کو سیکرٹری قانون نے پاکستان کی قومی اسمبلی کو ایک لیٹر نمبر 1676 جاری کر کے پاکستان کی قومی اسمبلی سے قادیانیت کے متعلق کی گئی قانون سازی کی تفصیلات طلب کیں، اس ساری حوصلہ افزاء پیش رفت کے باوجود وزیر اعظم نے میجر محمد ایوبؒ کی قرارداد کا تسلسل جاری رکھنے کے لیے نئے عزم اور نئے جذبے کے ساتھ اپنے ممبران کے زریعے ایک قرارداد سپیکر اسمبلی شاہ غلام قادر کے پاس جمع کرائی، چنانچہ ۱۸ر اپریل ۲۰۱۷ء کو آزاد کشمیر کی اسمبلی کے رکن پیر سید علی رضا بخاری، اور راجہ صدیق خان نے'' قراردادِ ختم نبوت'' پر قانون سازی کی قرارداد اسمبلی میں سپیکر شاہ غلام قادر کو پیش کر دی۔ جسے ۲۶ر اپریل کو وزیر اعظم آزاد کشمیر، سپیکر، سینئر وزیر اور کابینہ کے جملہ اراکین سمیت ممبران اسمبلی نے ہاتھ اٹھا کر منظور کرتے ہوئے خاتم النبیین جنابِ محمدِ کریم ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت اور ختم نبوت سے ایمانی وابستگی کا والہانہ ظہار کیا، قرارداد کے پاس ہونے کے ۱۰ دن بعد اور وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر نے اسمبلی فورم اور باغ میں ۲۹ر اپریل ۲۰۱۷ء کو ہونے والی سالانہ ''یوم قرارداد ختم نبوت کانفرنس'' میں دوٹوک اور واضح اعلان کیا کہ آزاد کشمیر میں قادیانیوں کے حوالے سے آئین میں اسی طرح قانون سازی کی جائے گی جس طرح پاکستان کے آئین میں کی گئی ہے، وقت گزرنے کے ساتھ

ساتھ ہائیکورٹ میں دائر رٹ پر بھی تاریخ پر پیشی ہوتی رہی حکومت کی جانب سے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل تاریخ پر حاضر ہوتے رہے۔ چنانچہ ۱۲؍دسمبر ۲۰۱۷ء کو حکومت کی جانب سے ختم نبوت بل پر قانون سازی کے لیے پانچ رکنی کمیٹی وزیر قانون راجہ نثار خان کی سربراہی میں قائم کی گئی جس میں راجہ صدیق خان، پیر علی رضا بخاری، سیکرٹری قانون، اور ایڈووکیٹ جنرل کو شامل کیا گیا۔ ایک ماہ تک حکومتی کمیٹی نے کوئی اجلاس تک نہ کیا۔ جس پر ۱۴؍جنوری ۲۰۱۸ء کو اسلام آباد میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوری کا اجلاس مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ کی سرپرستی میں ہوا اور آزاد کشمیر بھر سے علمائے کرام نے شرکت کی اس موقع پر ہائیکورٹ کی رٹ اور حکومتی کمیٹی کے قیام پر تفصیلی گفتگو کے بعد تحریک کی جانب سے پیر طاہر بکوٹی کی سربراہی میں پانچ رکنی کمیٹی کا وفد حکومتی کمیٹی سے ملاقات کے لیے تشکیل دیا گیا تاکہ مسودہ ختم نبوت کے حوالے سے پیش رفت اور حکومتی کمیٹی کا موقف سامنے آسکے اس کے بعد اگلے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے، ۱۷؍جنوری ۲۰۱۸ء کو تحریک کے چھ رکنی وفد پیر طاہر بکوٹی، کرنل (ر) عبدالقیوم خان، قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا شبیر احمد کاشمیری، راجہ آصف خان، قاری عبد القیوم نے حکومتی کمیٹی کے چیئرمین وزیر قانون راجہ نثار خان سے ملاقات کی اور مسودہ ختم نبوت پر قانون سازی اور آزاد کشمیر کے آئین میں پائے جانے والے سقم پر تفصیلی گفتگو کی۔ تحریک کی جانب سے حکومتی کمیٹی کو مسودہ ختم نبوت کا تحریری مسودہ بھی پیش کیا گیا، جس پر ۲۴؍جنوری ۲۰۱۸ء کو حکومتی کمیٹی نے مسودہ ختم نبوت کو اپنی کابینہ میں پیش کیا جہاں حکومتی کابینہ کی منظوری کے بعد ۲ فروری ۲۰۱۸ء کو وزیر قانون راجہ نثار خان نے مسودہ ختم نبوت کو ایک بل کی صورت میں اسمبلی کے فورم پر پیش کیا جسے تمام اراکین نے منظور کرتے ہوئے مزید قانونی کاروائی کے لیے جوائنٹ سیشن اجلاس تک موخر کر دیا، ۳؍فروری ۲۰۱۸ء کو وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان نے اس بل پر تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام سے طویل نشست کی جس میں تحریک کی طرف سے صدر قاری عبدالوحید قاسمی، نائب صدر علامہ قاضی شبیر احمد، راجہ آصف خان اور نومسلم بھائی محمد آصف شیدائی شریک ہوئے، ۶؍فروری ۲۰۱۸ء کو قانون ساز اسمبلی اور کشمیر کونسل کا مشترکہ اجلاس ہوا جس میں اس بل پر تمام ممبران نے اظہار خیال کرتے ہوئے ۳ بجکر ۵۲ منٹ اور ۵۷ سیکنڈ پر اسے منظور کر کے عقیدہ ختم نبوت کو قانونی اور آئینی تحفظ فراہم کر دیا، وزیر اعظم آزاد کشمیر، سپیکر، سینئر وزیر اور کابینہ کے جملہ اراکین سمیت ممبران اسمبلی نے ہاتھ اٹھا کر منظور کیا اور خاتم النبیین جنابِ محمدِ کریم ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت اور ختم نبوت سے ایمانی وابستگی کا والہانہ ظہار کیا اس طرح ایک طویل جدوجہد اور ۴۵ سال کے بعد آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی میں ''قرارداد ختم نبوت'' پر قانون سازی کے لیے بل منظوری کے مراحل سے گزرا، اس ساری جدوجہد میں جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا سعید یوسف خان، اور دیگر علمائے کرام سیاسی وسماجی حضرات بھی کسی نہ کسی طرح اس تحریک میں شامل رہے، تاہم تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر اس سارے عمل میں مسلسل جدوجہد کے

ساتھ شامل رہی اس کے ساتھ اس بل کی منظوری میں وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان کی ذاتی دلچسپی اور کاوش کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا راجہ فاروق حیدر خان نے اپنی والدہ مرحومہ سعیدہ خانم کے دودھ کی لاج رکھتے ہوئے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حرمت پر کوئی سودے بازی نہیں کی، یقینی طور پر یہ ایک مشکل مرحلہ تھا ۴۵ سال میں کئی حکومتیں تبدیل ہوئیں کسی کو اس حساس نوعیت پر قانون سازی کی توفیق نہیں ملی، ۶ فروری کا دن آزاد کشمیر کی تاریخ میں عظیم تاریخی اہمیت کا حامل ہے اسمبلی سے ختم نبوت بل کی منظوری پر تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر سمیت دیگر دینی جماعتوں نے ۹ فروری جمعہ کو ملک بھر یوم تشکر منانے کی اپیل کر دی جب کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوری نے ۸ فروری کو اسلام آباد میں ہنگامی اجلاس منعقد کر کے حکومت آزاد کشمیر اور وزیر اعظم راجہ فاروق حیدر خان کے اعزاز میں انٹرنیشنل ''یوم تشکر'' بھی ۲۶ر اپریل کو سرپرست تحریک مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت فیوضہم کی زیر سرپرستی مظفر آباد میں منعقد کرنے کا فیصلہ کر دیا اور ۱۱ر فروری کو تحریک کے ۱۰ رکنی وفد نے کشمیر ہاؤس اسلام آباد میں وزیر اعظم آزاد کشمیر سے خصوصی ملاقات کر کے انہیں ختم نبوت بل کی منظوری پر مبارکباد دی، اور ''یوم تشکر'' کے سلسلے میں منعقدہ اجتماع پر خصوصی مشاورت کی۔ جب کہ تحریک کی جانب سے قادیانیوں کو راہ حق کی طرف بلانے کے لیے ۲۵ مارچ کو کوٹلی میں ''دعوت اسلام'' کانفرنس میں بھی وزیر اعظم نے شرکت کی دعوت قبول کر لی، تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر اس کامیابی پر رب کے حضور سربسجود ہے، اللہ پاک کی خصوصی توفیق سے یہ عظیم کام پایہ تکمیل تک پہنچا، اس قانون سازی کے بعد بھی تحریک کی جانب سے آزاد کشمیر میں دعوتی اور تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کی کوشش جاری رہے گی۔

☆......☆......☆